OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

معاشی و تجارتی مسائل پر مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارات کا جائزہ

A Review of the Decisions of *Majma' al-Fiqh al-Islāmī* on Economic and Commercial Issues

Muhammad Haroon
PhD Schola Islamic Studies University of Sargodha
Dr. Erum Fatima
Lecturer Department of Arabic and Islamic Studies, Woman University Swabi
Dr. Muhammad Hassan Ubaid
Chairman Department of Islamic Studies, University of Chakwal

Abstract

Islam provides way to its followers in all aspects and activities of life, in economic values, social values as well as ethical values. Its basic guidance about the economics is mentioned in various verses of the Quran. Everyone knows that human livelihood is in constant progress, therefore, many problems of economics are arising day by day. The scholars continued to give fatwa in the light of the qur 'an and hadith in order to solve the problems of these economic issues. In this article,international Fiqh Academy Jeddah's resolutions have been described in which daily economic problems have been resolved like zakat on depts, insurance and reinsurance, inflation and the Changing Value of Currency etc.

Key Words: *Majma' al-Fiqh al-Islāmī*, Economic and Commercial Issues, Decisions, Review

تمہید

عالم اسلام میں پیش آمدہ مسائل کے حل میں مختلف فقہی ادارے کام کر رہے ہیں اور یہ فقہی ادارے ہر دور کے معاشی، سیاسی، مذہبی مسائل کو ہر انسان کی ضرورت کے مطابق حل کرنے کیلیے قرارات پیش کرتے ہیں۔ بلکل اسی طرح معاشی اور تجارتی مسائل کے حل میں بھی ان اداورں نے مختلف قرارارت پیش کیں۔ ذیل میں معاشی اور تجارتی مسائل پر مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قرارات پیش کی جاتی ہیں:

CC BY

قرار نمبر1: قرض کی زکوۃ

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الإسلامي في دورة انعقاد مؤتمره الثاني بجدة من 10 – 16 ربيع الآخر 1406هـ الموافق 22 – 28 كانون الأول (ديسمبر) 1985م،[1] قرر ما يلي:

أولا : تجب زكاة الدين على رب الدين عن كل سنة إذا كان المدين مليئاً باذلاً.

ثانياً : تجب الزكاة على رب الدين بعد دوران الحول من يوم القبض إذا كان المدين معسراً أو مماطلاً. [2]

تنظیم مؤتمر اسلامی (OIC) کے ذیلی ادارہ مجمع الفقہ الاسلامی کے دوسرے اجلاس منعقدہ، جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۶-۱۰ ربیع الآخر 1406ھ مطابق 28-22 دسمبر 1985ء میں قرض کی زکوۃ سے متعلق پیش کی گئی تحریروں کا جائزہ لینے اور موضوع پر مختلف پہلوؤں سے مکمل غور وخوض کرنے کے بعد درج ذیل نکات سامنے آئے۔ **اول۔** قرآن و حدیث میں قرض کی زکوۃ سے متعلق تفصیل موجود نہیں ہے۔ **دوم۔** قرض کی زکوۃ کے طریقہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد نقطہائے نظر منقول ہیں۔ **سوم۔** اس بناء پر فقہی مسالک میں اس بابت کافی اختلافات ہیں۔ **چہارم۔** ان اختلافات کی بنیاد پر اس اصول میں اختلاف ہے کہ جس مال کا حصول ممکن ہو کیا اسے حاصل شدہ مال کی طرح سمجھا جائے گا؟ چنانچہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

1"- أنه تجب زكاة الدين على رب الدين عن كل سنة إذا كان المدين مليئًا باذلًا.

2- أنه تجب الزكاة على رب الدين بعد دوران الحول من يوم القبض إذا كان المدين معسرًا أو مماطلًا".[3]

اول: اگر مقروض مالدار ہو اور قرض واپس ملنے کی امید ہو تو قرض خواہ پر ہر سال کی زکوۃ واجب ہو گی۔

دوم: اگر مقروض تنگدست ہو یا ٹال مٹول کرنے والا ہو تو قرض خواہ پر اس وقت زکوۃ واجب ہو گی جب قرض واپس مل جائے اور اس پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جائے۔

قرار نمبر2: انشورنس اور ری انشورنس

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الإسلامي في دورة انعقاد مؤتمر الثاني بجدة من 10 – 16 ربيع الآخر 1406هـ- الموافق 22 – 28 كانون الأول (ديسمبر) 1985م،

بعد أن نظر فيما قدم من دراسات فقهية وطبية في موضوع أجهزة الإنعاش،[4]

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۰-۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق 28-22 دسمبر 1985ء میں شریک علماء کی جانب سے اس موضوع پر پیش کردہ تحریروں اور تحقیقی مقالات پر غور وخوض، اس کی تمام صورتوں اور قسموں نیز وہ بنیادی اصول جن پر وہ قائم ہوتا ہے اور وہ مقاصد جو اس میں مطلوب ہوتے ہیں، کا پوری گہرائی سے جائزہ لیتے ہوئے اور مختلف علمی تنظیموں اور فقہی اکیڈمیوں سے اس کے متعلق صادر ہونے والے فیصلوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

1 –" أن عقد التأمين التجاري ذا القسط الثابت الذي........................

2 - أن العقد البديل الذي يحترم أصول التعامل الإسلامي.................

3 - دعوة الدول الإسلامية للعمل على إقامة مؤسسات التأمين التعاوني، ....من الاستغلال ومن مخالفة النظام الذي يرضاه الله لهذه الأمة."[5]

اول: متعینہ قسط (پریمیم) والا تجارتی انشورنس جو تجارتی انشورن کمپنیوں میں رائج ہے عقد کو فاسد کر دینے والے بڑے غرر (دھوکہ) پر مشتمل ہے، اس لیے وہ شرعاً حرام ہے۔

دوم: اس کا متبادل عقد، جس میں اسلامی اصول معاملات کا لحاظ کیا جاتا ہے تعاونی (میوچول) انشورنس ہے جو تعاون و احسان کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، اسی طرح وہ ری انشورنس بھی ہے جو تعاونی انشورنس کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ **سوم:** اسلامی ممالک سے اپیل کی جاتی ہے کہ تعاونی انشورنس کے ادارے اور اسی طرح ری انشورنس کے تعاونی ادارے قائم کیے جائیں تاکہ اسلامی اقتصادات کو استحصال سے اور اس نظام کی مخالفت سے آزادی ملے جو اللہ نے اس امت کیلئے پسند فرمایا ہے۔

قرار نمبر 3: تجارتی نامہ اور لائسنس کی فروختگی

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره الرابع بجدة في المملكة العربية السعودية من 18-23 جمادى الآخرة 1408 الموافق 6 – 11 شباط (فبراير) 1988م،[6] اکیڈمی نے اپنے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ سعودی عرب مورخہ 23-18 جمادی الثانی 1408ھ 11-6 فروری 1988ء میں پیش کردہ تحریروں کو دیکھا جو باہم متضاد ہیں اور ان میں استعمال کی گئی اصطلاحات بھی متضاد ہیں کیونکہ یہ اصطلاحات ان لغوی اصولوں کے تابع ہیں جن سے ان جدید مضامین کا ترجمہ کیا گیا اس وجہ سے یہ ساری تحریریں ایک موضوع پر نہیں آسکیں اور نقطہ نظر مختلف ہو گئے۔ چنانچہ اکیڈمی اس روشنی میں طے کرتی ہے کہ:

اولاً :تأجيل النظر في هذا الموضوع إلى الدورة الخامسة للمجلس[1] حتى تستوفى دراسته من كل جوانبه مع مراعاة الأمور التالية:

أ -اتباع منهجية متقاربة في البحث تبدأ من مقدماته التي يتم فيها تحرير المسألة وتحديد نطاق البحث مع تناول جميع المصطلحات المتداولة في الأبحاث الحقوقية مع مرادفاتها.

ب-الإشارة إلى السوابق التاريخية للموضوع وما طرح فيه من أنظار شرعية أو حقوقية لها أثر في إيضاح التصور وأحكام التقسيم[7].

ثانياً :محاولة إدراج موضوع بيع الاسم التجاري والترخيص تحت موضوع عام لتكون الدراسة أحكم والفائدة أعم وأوسع، وذلك تحت عنوان الحقوق المعنوية، لكي تستوفى المفردات الأخرى من مثل: حق التأليف، حق الاختراع أو الابتكار، حق الرسالة، حق الرسوم والنماذج الصناعية والتجارية من علامات وبيانات..إلخ[8].

ثالثاً :يمكن للباحثين أن يركزوا على مفردة معينة من الحقوق المشار إليها، كما يمكنهم توسيع نطاق أبحاثهم لتشمل المفردات المتقاربة في هيكل الموضوع العام[9].

اول: اس موضوع کو آئندہ پانچویں سیمینار کیلئے ملتوی کر دیا جائے تاکہ درج ذیل امور کی رعایت کرتے ہوئے تمام پہلوؤں سے موضوع کا مطالعہ کیا جاسکے۔

(الف) مقالات کے اندر تقریبا یکساں اسلوب اپنایا جائے چنانچہ مقدمہ میں موضوع کی وضاحت اور مرکزی بحث کا دائرہ متعین کرتے ہوئے ان تمام رائج اصطلاحات اوران کے مترادفات کا ذکر کیا جائے جو حقوق سے متعلق تحریروں میں استعمال ہورہے ہیں۔**(ب)** موضوع سے متعلق گذشتہ تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی ہو اور اس کے بارے میں شرعی یا قانونی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہو جس سے مسئلے کی توضیح اور تقسیم کے احکام پر اثر پڑتا ہو تو اس کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔

دوم: "جارتی نام اور لائسنس کی فروختگی" کے اس موضوع کو ایک عمومی موضوع کے تحت شامل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ مطالعہ زیادہ گہرا اور فائدہ زیادہ عام اور وسیع ہو چنانچہ اسے "معنوی حقوق" کے عنوان کے تحت ذکر کیا جائے تاکہ دیگر حقوق مجردہ جیسے حق تصنیف، حق ایجاد، حق پیغام، ٹریڈ مارک صنعتی و تجارتی فارمولے اور ڈیزائن کا حق وغیرہ بھی اس میں شامل ہوجائیں۔**سوم:** مقالہ نگار کو اختیار ہو کہ یا تو مذکورہ حقوق میں سے کسی ایک معین حق پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں یا عمومی موضوع کے دائرے میں رہتے ہوئے دیگر حقوق کو بھی اپنے مقالہ میں زیر بحث لائیں۔

قرار نمبر4: تاجروں کے منافع کی تحدید

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره الخامس بالكويت من 1-6 جمادى الأولى 1409 الموافق 10 – 15 كانون الأول (ديسمبر) 1988م، بعد اطلاعه على البحوث المقدمة من الأعضاء والخبراء في موضوع تحديد أرباح التجار، واستماعه للمناقشات التي دارت حوله، قرر ما يلي[10]:

أولاً: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ(.(الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحراراً في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في ممتلكاتهم وأموالهم، في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها، عملاً بمطلق قول الله تعالى :

ثانياً :ليس هناك تحديد لنسبة معينة للربح يتقيد ....

ثالثاً :تضافرت نصوص الشريعة الإسلامية على وجوب سلامة ....

رابعاً :لا يتدخل ولي الأمر بالتسعير إلا حيث يجد خللاً واضحاً في السوق والأسعار،..........[11].

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مورخہ 6-1 سے جمادی الاول 1409ھ مطابق 15-10 دسمبر 1988ء میں موضوع سے متعلق ارکان وماہرین کے مقالات اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں درج ذیل امور طے کئے:

اول: نصوص شریعت اور قواعد شرعیہ سے اس اصل کی تائید ہوتی ہے کہ لوگ اپنی خرید و فروخت اور اپنے اموال و جائداد کے اندر تصرفات میں شریعت کے احکام اور ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے پوری طرح آزاد ہیں، کیونکہ حکم قرآنی مطلق ہے کہ:"**یا ایہا الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم**"۔

دوم: منافع کی کسی مخصوص شرح کی ایسی کوئی تحدید نہیں ہے جس کی پابندی تاجروں کیلئے اپنے معاملات میں ضروری ہو، بلکہ یہ بالعموم تجارتی حالات اور تاجر اور سامان کے حلات پر منحصر ہوتی ہے، صرف شریعت کے آداب یعنی نرمی، قناعت ،رواداری اور آسانی کی رعایت ملحوظ رہنی چاہیئے۔

سوم: شریعت کے نصوص کے مطابق کہ تجارتی معاملات کے حرام کے اسباب اور ان کے متعلقات جیسے دھوکہ، فریب، جعل سازی، سادی لوحی کا استحصال، حقیقی منافع میں غلط بیانی اور ایسی ذخیرہ اندوزی سے پاک رکھا جائے، جن سے عام و خاص تمام لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو۔

چہارم: حکومت نرخ کی تعیین میں اسی وقت دخل انداز ہو سکتی ہے جب مصنوعی عوامل پیدا کرکے بازار اور نرخ میں واضح خلل پیدا کیا جارہا ہو، ایسی صورت میں حکومت ممکنہ عادلانہ اسباب و وسائل کے ذریعہ ان عوامل اور خلل، گرانی اور غبن فاحش کے اسباب کا ازالہ کرے گی۔

قرار نمبر5: قسطوں پر خرید و فروخت

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره السادس بجدة في المملكة العربية السعودية من 17-23 شعبان 1410 الموافق 14 – 20 آذار (مارس) 1990م،بعد اطلاعه على البحوث الواردة إلى المجمع بخصوص موضوع البيع بالتقسيط، واستماعه للمناقشات التي دارت حوله،[12]

أولاً :تجوز الزيادة في الثمن المؤجل عن الثمن الحال، كما يجوز ذكر ثمن المبيع نقداً، وثمنه بالأقساط لمدد معلومة،[13].

ثانياً :لا يجوز شرعاً، في بيع الأجل، التنصيص في العقد على فوائد التقس............... ثالثاً :إذا تأخر المشتري المدين في دفع الأقساط عن الموعد المحدد فلا يجوز إلزامه أي زيادة على الدين بشرط سابق أو بدون شرط، لأن ذلك ربا محرم.رابعاً :يحرم على المدين المليء أن يماطل في أداء ما حل من الأقساط، ومع ذلك لا يجوز شرعاً اشتراط التعويض في حالة التأخر عن الأداء.

خامساً :يجوز شرعاً أن يشترط البائع بالأجل حلول الأقساط قبل مواعيدها، عند تأخر المدين عن أداء بعضها، ما دام المدين قد رضي بهذا الشرط عند التعاقد.سادساً :لا يحق للبائع الاحتفاظ بملكية المبيع بعد البيع، ولكن يجوز للبائع أن يشترط على المشتري رهن المبيع عنده لضمان حقه في استيفاء الأقساط المؤجلة[14].

اکیڈمی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ 23-17 شعبان1410ھ مطابق 20-14مارچ1990ء میں مذکورہ موضوع پر غور کیا اور مناقشہ کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

اول: نقد قیمت کی بہ نسبت ادھار قیمت میں زیادتی جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ سامان کی نقد قیمت اور چند مقررہ مدتوں میں بالاقساط قیمت دونوں ذکر کئے جائیں، البتہ بیع اسی وقت درست ہوگی جب فریقین نقد یا ادھار کسی کی تعیین کرلیں، اگر بیع میں نقد یا ادھار دونوں میں سے کسی کی تعیین نہ کی گئی ہو یا اس طور کہ ایک مقررہ قیمت پر قطعی اتفاق نہیں ہو سکا ہو تو ایسی بیع شرعا جائز نہیں ہے۔ **دوم:** ادھار بیع میں یہ جائز نہیں ہے کہ عقد کے اندر ہی قسط وار ادائیگی کے سود کا قیمت سے علیحدہ کرکے اس طور پر

ذکر کیا جائے کہ وہ مدت کے ساتھ وابستہ ہو، خواہ فریقین نے انٹرسٹ کی کوئی شرح خود متعین کر لی ہو یا اسے بازار کے رائج شرح ہی سے مربوط کیا ہو۔ **سوم:** مقروض مشتری اگر مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس پر قرض کے علاوہ کوئی اضافی رقم عائد کرنا جائز نہیں ہے خواہ اس کی شرط پہلے سے لگادی گئی ہو یا نہ لگائی گئی ہو کیونکہ یہ صورت سود کی ہے جو حرام ہے۔ **چہارم:** بحیثیت مقروض کے لیے مقررہ وقت پر قسط کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا حرام ہے لیکن اس کے باوجود تاخیر سے ادائیگی پر کسی معاوضہ کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ **پنجم:** قسطوں پر فروخت کرنے والا ایسی شرط لگا سکتا ہے کہ اگر خریدار وقت مقررہ پر قسط کی ادائیگی نہیں کرتا تو تمام قسطوں کی فوری ادائیگی ضروری ہو جائے گی، بشرطیکہ عقد کے وقت ہی فریقین اس شرط پر اتفاق کر لیں۔

ششم: بائع کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ فروخت شدہ سامان کی ملکیت بیع کے بعد اپنے پاس محفوظ رکھے، البتہ وہ خریدار پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ مؤخر قسطوں کی وصولیابی کی ضمانت کے بطور وہ سامان بطور رہن بائع کے پاس رہے گا[15]۔ اجلاس یہ سفارش کرتا ہے کہ اس موضوع سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل پر مزید تحقیق و تیاری کے بعد غور و فکر کر کے حتمی فیصلے کئے جائیں، یہ مسائل درج ذیل ہیں:

الف: بائع کا بینک کے پاس مستقبل میں واجب الادا قسطوں پر بٹہ لگوانا۔

ب۔ قرض میں کچھ کمی کر دی جائے اور اس کے بالعوض قرض فوری ادا کر دیا جائے

ج۔ مؤخر قسطوں پر موت کا کیا اثر ہو گا۔

قرار نمبر 6: جدید وسائل مواصلات کے ذریعہ تجارتی معاملات کے احکام

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره السادس بجدة في المملكة العربية السعودية من 17-23 شعبان 1410 الموافق 14 – 20 آذار (مارس) 1990م،

ونظراً إلى التطور الكبير الذي حصل في وسائل الاتصال وجريان العمل بها في إبرام العقود لسرعة إنجاز المعاملات المالية والتصرفات،[16]

عہد حاضر میں جدید وسائل و مواصلات کے ذریعہ تجارتی معاملات کے احکام معلوم کرنے کیلئے اکیڈمی کے چھٹے اجلاس میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات پر اثناء غور و فکر کے دوران یہ بات بھی پیش نظر رکھی گئی کہ مواصلات کے وسائل میں زبردست ترقی ہوئی ہے اور مالی معاملات اور تصرفات کی جلد تکمیل کے لیے عقود کو طے کرنے میں ان کا بہت استعمال ہوتا ہے نیز اس بات کو مد نظر رکھا گیا کہ فقہاء کرام نے عقود کو طے کرنے کے ضمن میں خطاب، تحریر، اشارہ اور قاصد کے احکام پر بحث کی ہے اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ دو موجود اشخاص کے درمیان معاملہ کی صورت میں (وصیت، وصی اور وکیل بنانے کے احکام اس سے مستثنیٰ ہیں) یہ ضروری ہے کہ مجلس ایک ہو، ایجاب و قبول ایک دوسرے کے مطابق ہوں، فریقین میں سے کسی کی جانب سے کوئی ایسا اظہار نہ ہو جس کے کسی ایک کا معاملہ سے گریز معلوم ہوتا ہو اور عرف کی رو سے ایجاب و قبول میں اتصال ہو[17]۔

أولاً: إذا تم التعاقد بين غائبين لا يجمعهما مكان واحد، ولا يرى أحدهما الآخر معاينة، ولا يسمع كلامه، وكانت وسيلة الاتصال بينهما الكتابة أو الرسالة أو السفارة (الرسول)، و ينطبق ذلك على البرق والتلكس والفاكس وشاشات الحاسب الآلي (الحاسوب)، ففي هذه الحالة ينعقد العقد عند

وصول الإيجاب إلى الموجَّه إليه وقبوله.ثانياً:إذا تم التعاقد بين طرفين في وقت واحد وهما في مكانين متباعدين، وينطبق هذا على الهاتف واللاسلكي، فإن التعاقد بينهما يعتبر تعاقداً بين حاضرين، وتطبق على هذه الحالة الأحكام الأصلية المقررة لدى الفقهاء المشار إليها في الديباجة[18].

ثالثاً:إذا أصدر العارض، بهذه الوسائل، إيجاباً محدّد المدة يكون ملزماً بالبقاء على إيجابه خلال تلك المدة، وليس له الرجوع عنه.رابعاً:إن القواعد السابقة لا تشمل النكاح لاشتراط الإشهاد فيه، ولا الصرف لاشتراط التقابض، ولا السلم لاشتراط تعجيل رأس المال.خامساً:ما يتعلق باحتمال التزييف أو التزوير أو الغلط يرجع فيه إلى القواعد العامة للإثبات[19]

اس روشنی میں اجلاس نے درج ذیل فیصلے کیے:

اول: اگر کوئی معاملہ کسی ایسے دو اشخاص کے درمیان کیا جائے جو ایک جگہ موجود نہ ہوں، نہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں اور نہ ایک دوسرے کی بات سن رہے ہوں، دونوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ تحریر، پیغام یا سفارت (قاصد) ہو (ٹیلی گرام، ٹیلکس، فیکس اور کمپیوٹر کے اسکرین پر یہ صورت صادق آتی ہے) تو ایسی صورت میں مخاطب تک ایجاب کے پہنچنے اور اس کے قبول کرنے کے بعد عقد کی تکمیل ہو جائے گی۔

دوم: اگر معاملہ فریقین کے درمیان ایک وقت میں ہو اور وہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو مقامات پر ہوں یہ صورت ٹیلی فون اور وائرلیس پر صادق آتی ہے تو ایسی صورت کو دو موجود اشخاص کے درمیان معاملہ تصور کیا جائے گا اور اس پر وہ سارے اصل احکام ہوں گے جو فقہاء نے بیان فرمائے ہیں اور اوپر ابتدائی سطروں میں جن کی جانب اشارہ کیا گیا ہے[20]۔

سوم: ان وسائل کے ذریعہ ایجاب کرنے والے شخص نے اگر ایجاب کو ایک معین مدت تک کیلئے وسیع کر دیا ہو تو اس مدت تک وہ اپنے ایجاب کا پابند ہو گا اور ایجاب سے رجوع درست نہیں ہو گا۔

چہارم: مذکورہ بالا قواعد نکاح پر منطبق نہیں ہوں گے کہ نکاح میں گواہ کا ہونا ضروری ہے، نہ بیع صرف پر کہ اس میں عوضین پر قبضہ ضروری ہے اور نہ ہی بیع سلم پر ان کا انطباق ہو گا کیوں کہ بیع سلم میں قیمت پیشگی دی جانی ضروری ہوتی ہے۔

پنجم: دھوکہ، فریب اور غلط بیانی سے متعلق امور میں اثبات کے عام ضوابط کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اس مسئلہ پر کسی اور ادارے یا فقہی اجتہاد نظر سے نہیں گذر سکا تاہم اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا نے بعض دیگر جدید تجارتی شکلوں پر اپنا فتوی جاری کیا ہے جس کے مطابق قبضہ کے بغیر بیع تو واقع ہو جاتی ہے مگر اس کی مزید فروخت ناجائز ہے۔

قرار نمبر7: عقد مزایدہ [ڈاک بول کر خرید و فروخت کرنا]

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره الثامن ببندر سيري بيجوان، بروناي دار السلام من 1 – 7 محرم 1414هـ الموافق 21 – 27 حزيران (يونيو) 1993م،

بعد اطلاعه على البحوث الواردة إلى المجمع بخصوص موضوع عقد المزايدة، وبعد استماعه إلى المناقشات التي دارت حوله،[21]

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤن (برونائی) مورخہ 7-1 محرم 1414ھ مطابق 27-21 جون 1993ء میں اس موضوع "عقد مزیداہ" سے متعلق مختلف مقالات آئے اور ان پر بحث و مناقشہ بھی ہوا چونکہ ڈاک لگا کر خرید و فروخت کا

طریقہ اس دور میں بہت ہی رائج ہے اور بسا اوقات اس طرح خرید و فروخت کا عمل کرتے وقت کچھ بے ضابطگیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اس طریقہ کو اس طور پر منضبط کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ مختلف حکومتوں اور اداروں کی جانب سے بھی اس طریقہ پر خرید و فروخت ہوتی ہے اور انہوں نے مختلف انتظامی طریقے اپنائے ہیں، ذیل میں اکیڈمی اس عقد کے شرعی احکام کی وضاحت کرتی ہے:

"عقد المزايدة: عقد معاوضة يعتمد دعوة الراغبين نداء أو كتابة للمشاركة في المزاد ويتم عند رضا البائع.

يتنوع عقد المزايدة بحسب موضوعه إلى بيع وإجارة وغير ذلك، وبحسب طبيعته إلى اختياري كالمزادات العادية بين الأفراد، وإلى إجباري كالمزادات التي يوجبها القضاء، وتحتاج إليه المؤسسات العامة والخاصة، والهيئات الحكومية والأفراد[22]."

۱) عقد مزیداہ (ڈاک بول کر خرید و فروخت کرنا): ایسا عقد معاوضہ ہے جس میں سامان کی خریداری کی خواہش رکھنے والے افراد کو آواز لگا کر یا تحریری طور پر بولی لگانے میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور فروخت کرنے والے شخص کی رضامندی سے معاملہ مکمل ہوتا ہے۔

۲) ڈاک کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، کبھی اس کی شکل بیع کی ہوتی ہے، کبھی اجارہ کی اور کبھی کچھ اور۔ ڈاک کبھی اختیاری ہوتی ہے جیسے لوگوں کے درمیان ڈاک لگا کر خرید و فروخت کرنا اور کبھی جبری ہوتی ہے جیسے عدالت کی جانب سے کسی سامان کی ڈاک کے ذریعہ فروخت کا حکم ہو، اس دوسری صورت میں سرکاری ادارے عمومی و خصوصی ادارے اور افراد شریک ہوتے ہیں۔

"إن الإجراءات المتبعة في عقود المزايدات من تحرير كتابي، وتنظيم، وضوابط وشروط إدارية أو قانونية، يجب أن لا تتعارض مع أحكام الشريعة الإسلامية"[23].

۳) ڈاک میں اختیار کی جانے والی کاروائیاں، جیسے تحریر، تنظیم، انتظامی اور قانونی شرائط و ضابطے ضروری ہے کہ یہ سب شریعت اسلامیہ کے احکام سے ٹکراتے نہ ہوں۔

"طلب الضمان ممن يريد الدخول في المزايدة جائز شرعاً، ويجب أن يرد لكل مشارك لم يرس عليه العطاء، ويحتسب الضمان المالي من الثمن لمن فاز بالصفقة[24]."

۴) ڈاک میں شرکت کرنے والوں سے ضمانت طلب کرنا شرعا درست ہے البتہ جن شرکاء کے ساتھ معاملہ مکمل نہ ہوا انہیں بہ طور ضمانت لی گئی شئی واپس کرنی ضروری ہے، اور جس شخص کے ساتھ معاملہ مکمل ہو جائے اس کی ضمانت کی رقم سامان کی قیمت میں شمار کر لی جائے گی۔

۵) شرکت کی فیس، یعنی رجسٹر وغیرہ کے اخراجات جو حقیقی اخراجات سے زائد نہ ہوں، لینا شرعا درست ہے، اس لیے کہ یہ داخلہ کی قیمت ہے۔ **۶)** اسلامی بینک اور دوسرے ادارے سرمایہ کاری کے مختلف پروگرام لوگوں کے سامنے پیش کر کے اونچی شرح سے نفع حاصل کرتے ہیں تو یہ شرعا درست ہے، خواہ سرمایہ کاری کرنے والا بینک کے ساتھ عقد مضاربت میں شریک ہو یا نہ ہو۔

۷) نجش (یعنی قیمت پر قیمت لگانا) حرام ہے۔ اس کی چند صورتیں ہیں:

الف: شخص سامان خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے لیکن دوسرے خریدنے والے کو زیادہ قیمت پر ابھارنے کی نیت سے زیادہ قیمت پر خریدنے کا اظہار کرتا ہے۔
ب: ایک شخص جو سامان خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے اس سامان کے ساتھ اپنی پسندیدگی اور اپنی واقفیت کا اظہار کرتا ہے اور ساما کی تعریف کرتا ہے تاکہ خریدنے والا دھوکہ کھا کر اونچی قیمت پر اسے خرید لے۔
ج: سامان کا مالک، یا وکیل یا دلال جھوٹا دعوی کرتا ہے کہ اس نے سامان کی فلاں متعین قیمت ادا کی ہے تاکہ بھاؤ لگانے والے کو دھوکہ میں مبتلا کر دے۔

"ومن الصور الحديثة للنجش المحظورة شرعاً اعتماد الوسائل السمعية، والمرئية، والمقروءة، التي تذكر أوصافاً رفيعة لا تمثل الحقيقة، أو ترفع الثمن لتغر المشتري، وتحمله على التعاقد."[25]

د: نجش کی شرعاً ناجائز کچھ نئی صورتیں بھی ہیں جیسے مختلف ذرائع ابلاغ (ریڈیو، ٹی وی) اور اخبارات ورسائل کے ذریعہ کسی سامان کے ایسے اوصاف بتائے جائیں جن سے درحقیقت وہ سامان خالی ہوں، یا قیمت بڑھا چڑھا کر ظاہر کی جائے تاکہ خریدنے والوں کو دھوکہ ہو اور اونچی قیمت میں وہ خریداری کریں۔

قرار نمبر 8: کرنسی کے مسائل

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره التاسع بأبو ظبي بدولة الإمارات العربية المتحدة من 1 – 6 ذي القعدة 1415هـ، الموافق 1 – 6 نيسان (إبريل) 1995م، بعد اطلاعه على البحوث الواردة إلى المجمع بخصوص موضوع قضايا العملة،

"وبعد استماعه إلى المناقشات التي دلت على أن هناك اتجاهات عديدة بشأن معالجة حالات التضخم الجامح الذي يؤدي إلى الانهيار الكبير للقوة الشرائية لبعض العملات منها"[26]:

اکیڈمی کے نویں اجلاس منعقدہ ابو ظبی، متحدہ عرب امارات مورخہ 6-1ذی قعدہ 1415ھ مطابق6-1اپریل1995ء میں اس موضوع پر آنے والے مقالات اور بحث ومناقشہ کی روشنی میں محسوس کیا گیا کہ بعض کرنسیوں کی قوت خرید میں بے پناہ گراوٹ پیدا کردینے والے افراط زر کے حالات کے حل کے سلسلہ میں مختلف رجحانات پائے جاتے ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف۔ مجمع فقہ الاسلامی کے پانچویں سیمینار میں طے شدہ تجویز، یعنی "دین جس کی کرنسی سے ثابت ہو اس کی ادائیگی میں اعتبار بالمثل کرنسی کا ہوگا قیمت کا نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ دیون اپنے امثال کے ذریعہ ادا کیے جاتے ہیں پس دین ثابت فی الذمہ کو قیمتوں کے اشاریہ کے ساتھ مربوط نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا

"أ-أن تكون هذه الحالات الاستثنائية مشمولة أيضاً بتطبيق قرار المجمع الصادر في الدورة الخامسة[2]، ونصه: العبرة في وفاء الديون الثابتة بعملة ما هي بالمثل وليس بالقيمة لأن الديون تقضي بأمثالها، فلا يجوز ربط الديون الثابتة في الذمة أياً كان مصدرها بمستوى الأسعار.

ب -أن يطبق في تلك الأحوال الاستثنائية مبدأ الربط بمؤشر تكاليف المعيشة (مراعاة القوة الشرائية للنقود

ج -أن يطبق مبدأ ربط النقود الورقية بالذهب (مراعاة قيمة هذه النقود بالذهب عند نشوء الالتزام."[27]

الف۔ پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ افراط زر کے استثنائی حالات بھی اسی تجویز کے تحت آتے ہیں اور یہی اصول ان پر منطبق ہو گا۔

ب۔ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان استثنائی حالات میں معاشی اخراجات کے اشاریے یعنی کرنسی کی قوت خرید سے مربوط کیا جانا چاہیے۔

ج۔ تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ کاغذی نوٹوں کا رشتہ سونے کے ساتھ جوڑا جائے یعنی وجوب دین کے وقت سونے کے نرخ کی رعایت ادائیگی کے وقت کی جائے۔

د۔ چوتھا نقطہ نظر یہ ہے کہ ایسے مخصوص حالات میں فریقین کے درمیان جبری صلح پر اصول نافذ کیا جائے جس میں مقروض اور قرض دینے والے کے نقصانات کی تحقیق کر کے دین کی ادائیگی صلح کے ذریعہ طے شدہ مقدار میں ہو۔ ھ۔ کچھ حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کرنسی کی قیمت کے گرنے کی دو صورتوں میں فرق کیا جانا چاہیے۔ ایک صورت تو بازار میں رسد اور طلب کے اعتبار سے قیمت کا گرنا یا بڑھنا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ خود حکومت اپنے کسی فیصلہ کے ذریعہ کرنسی کی قیمت کم کر دے۔

"التفرقة بين انخفاض القوة الشرائية للنقود الذي يكون ناتجاً عن سياسات تتبناها الحكومات وبين الانخفاض الذي يكون بعوامل خارجية[28]**."**

و۔ کرنسی کی قوت خرید کبھی حکومتوں کی اقتصادی سیاست پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی خارجی عوامل کی وجہ سے کرنی کی قوت گھٹتی ہے، ان دونوں صورتوں میں فرق کیا جانا چاہیے۔

ز۔ ان استثنائی حالات میں "وضع جوائح" کے اصول پر عمل کیا جانا چاہیے یعنی جس طرح قدرتی آفات کی صورت میں طے شدہ واجب دیون میں کمی کی جاتی ہے اسی طرح افراط زر کی اس مصیبت کو بھی ایک حادثہ تصور کرتے ہوئے وضع جوائح کے اصول پر طے کیا جائے۔

ان مختلف نقطہائے نظر کی روشنی میں جو محتاج بحث وتمحیص ہیں مندرجہ ذیل تجاویز طے کی جاتی ہیں

اول: کسی اسلامی مالیاتی ادارہ کے تعاون سے فقہ و اقتصادیات کے ماہرین کی ایک مخصوص نشست منعقد کی جائے جس میں اکیڈمی کے بعض ارکان و ماہرین بھی شامل ہوں اور استثنائی حالات میں پیدا ہونے والے دیون کی ادائیگی کے مسائل کا متفقہ طور پر کوئی بہترین و مناسب طریقہ تلاش کیا جائے۔

ثانياً: أن يشتمل جدول الندوة على[29]:

"أ -دراسة ماهية التضخم وأنواعه وجميع التصورات الفنية المتعلقة به.

ب -دراسة آثار التضخم الاقتصادية والاجتماعية وكيفية معالجتها اقتصادياً.

ج -طرح الحلول الفقهية لمعالجة التضخم من مثل ما سبقت الإشارة إليه في ديباجة القرار[30]**."**

دوم: یہ کہ اس اجتماع کا ایجنڈا حسب ذیل ہونا چاہیے:

الف: افراط زر کی حقیقت اور اس کے تمام فنی تصورات

ب: افراط زر کے اقتصادی اور اجتماعی اثرات اور اس کے اقتصادی حل کی کیفیت کا مطالعہ

ج: افراط زر سے پیدا ہونے والی مشکلات کا فقہی حل

ثالثاً: ترفع نتائج الندوة – مع أوراقها ومناقشاتها – إلى مجلس المجمع في الدورة القادمة.

سوم: اس اجتماع کی مفصل رپورٹ پیش کی گئی بحثیں اور مباحث اکیڈمی کے اگلے سیمینار میں پیش کیے جائیں۔

خلاصۂ بحث

اسلام افراد معاشرہ کے درمیان معاشی مساوات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ معاشی مساوات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک شخص کے پاس جتنی دولت ہو اتنی ہی دولت دوسرے کے پاس بھی ہو؛ کیوں کہ ایسی مساوات غیر فطری بھی ہے اور ناقابلِ عمل بھی۔ معاشرے کے ہر فرد کے پاس یکساں مال و دولت ہو ایسا ممکن نہیں ہے۔ ذہنی صلاحیت میں کمی بیشی کے لحاظ سے مختلف افراد کے درمیان فرق ضروری ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس کے بغیر حقیقی معنوں میں کوئی موثر تمدنی نظام قائم نہیں ہو سکتا ہے؛ مگر دو انسانوں کے درمیان یہ فرق کا تناسب لامحدود نہیں ہونا چاہیے اور عہدہ کے اعتبار سے اعزازات، رعایتوں اور فضول رسمی تحفظات کے چونچلے ختم کر دینے چاہئیں۔ اسلام جس مساوات کو چاہتا ہے، وہ یہ ہے معاشرہ کے تمام افراد کو یکساں مواقع حاصل ہوں اور مال و دولت کی کمی بیشی کے ساتھ ساتھ افراد معاشرہ کے معیارِ زندگی اور مظاہرِ معیشت میں زیادہ فرق نہ ہو۔ اسلام نے وہ تمام فرق جو محض عہدہ اور حیثیت کی بنا پر قائم کیے جاتے ہیں، ان کو مٹا دیا اور صرف نام نہاد مساوات کی جگہ حقیقی تمدنی مساوات اور معاشی انصاف قائم کیا ہے۔ معاشرہ میں سرمایہ کی صحیح گردش کا دوسرا میدان کاروبار اور تجارتی لین دین ہے جو عام لوگوں کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ معاصر دنیا میں اس سلسلے میں دو نظریے پائے جاتے نہیں ہیں: "ایک قومی ملکیت کا نظریہ" اور دوسرے بے قید ملکیت یا بالفاظ دیگر "سرمایہ داری کا نظریہ"۔ قومی ملکیت کے نظریہ کے تحت اسٹیٹ کے تمام کاروبار کو قومی ملکیت بنا کر قومی ملکیت میں دے دیے جاتے ہیں اور لوگ اپنی اپنی وسعت کے لحاظ سے کام کرتے ہیں اور پھر اس قومی ملکیت سے اپنا حصہ پاتے ہیں۔ قومی ملکیت کا نظام سوویت روس میں بزور اور بہت جوش و جذبہ کے ساتھ نافذ کیا گیا؛ لیکن غیر فطری ہونے کی وجہ سے ناکام ہو گیا۔

References

[1] The Journal of the Islamic Jurisprudence Council, a refereed periodical magazine in the Islamic world link, second issue: Part One/62.

[2] Studies and discussions, in the Majma` magazine (second issue: part one/61).

[3] Al Majma` Magazine (Second Issue, Volume 1, p. 383

[4] Al Majma` Magazine (Second Issue, Volume 1, p. 383

[5] The Journal of the Islamic Jurisprudence Council, a refereed periodical magazine in the Islamic world link

See Resolution No. 17 (5/3).

[6] Majma'a Magazine, Resolution No. 43 (5/5).
[7] Majma'a Magazine, Resolution No. 43 (5/5).

[8] Majma'a Magazine, Resolution No. 43 (5/5).
[9] Majma'a Magazine, Resolution No. 43 (5/5).
[10] http://www.iifa-aifi.org/1766.html-
[11] http://www.iifa-aifi.org/1766.html-
[12] Al-Majma` magazine, issue six, vol.1 pg. 193 and issue seven, vol.2 p.9.
[13] Al-Majma` magazine, issue six, vol.1 pg. 193 and issue seven, vol.2 p.9.
[14] Al-Majma` magazine, issue six, vol.1 pg. 193 and issue seven, vol.2 p.9.

[16] Al-Majma` Magazine, Sixth Issue, Volume 2, p. 785.
[17] Decisions of the recommendations of the Islamic Fiqh Academy, Decision of Dad No. 52 (3/6), pp. 181-182.
[18] Al-Majma` Magazine, Sixth Issue, Volume 2, p. 785.
[19] Al-Majma` magazine, issue six, vol. 2, p. 786.
[20] Al-Majma` magazine, issue six, vol. 2, p. 786.
[21] Al-Majma` Magazine, 8th issue, vol. 2, p. 25
[22] Al-Majma` Magazine, 8th issue, vol. 2, p. 25
[23] Al-Majma` Magazine, 8th issue, vol. 2, p. 25
[24] Al-Majma` Magazine, 8th issue, vol. 2, p. 26.
[25] Al-Majma` Magazine, 8th issue, vol. 2, p. 26.
[26] Al-Majma` Magazine, ninth issue vol.1 p.351 and fifth issue vol.3 p.1609.
[27] Al-Majma` Magazine, issue three, vol.3, p. 1650.
[28] Al Majma` Magazine, No. 5, Part 3, p. 1609.
[29] Al Majma` Magazine, No. 5, vol. 3, p. 1610.
[30] Al Majma` Magazine, No. 5, vol. 3, p. 1610.